Lesson 6: Al-Maidah (Ayaat 51 - 66): Day 20

سُوْرَۃُ المَائدۃ کی تفسیر

دِل تو ہمارا چاہتا ہے کہ صرف اللہ کو راضی کریں۔ پھر جب ہم اللہ کے راستے پر چلتے ہیں تو بعض اوقات اپنے دوست رشتے دار ہی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر اللہ فرماتا ہے کہ تم اکیلے نہیں ہو۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴿۵۵﴾

تمہارے دوست تو خدا اور اس کے پیغمبر اور مومن لوگ ہی ہیں جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور (خدا کے آگے) جھکتے ہیں ﴿۵۵﴾

اللہ کی محبت، اللہ کے رسولؐ کی محبت ملے گی۔ تم اور کس کی محبت چاہتے ہو؟ اگر گھر والے اور رشتے دار یا دوست تم سے دُور ہوتے ہیں تو دوسرے مومنین تم سے محبت کرینگے۔ تمہیں سچی اور خالص محبت ملے گی۔ وہ تمہارے دُکھ سُکھ کے ساتھی ہونگے۔ اگر کبھی دین کے راستے میں غم آئے تو کبھی دین سے دُور لوگوں سے مشورہ نہ کریں۔ وہ تو چاہتے ہیں کہ خود دین سے دُور ہیں تو تمہیں بھی دین سے دُور کر دیں۔

انسان کا دِل چاہتا ہے مشورے کرنے کو دُکھ سُکھ کرنے کو تو سب سے پہلے اللہ سے مشورہ کریں۔ دعائیں مانگیں۔ یا اللہ مجھ سے یہ نیک کام کروالیں۔

پھر دیکھیں کہ سُنتِ رسول میں کیا عمل تھا۔ احادیثؐ کی روشنی میں اپنے مسئلے کا حل ڈھونڈنے کی کوشش کریں۔

جب کبھی زندگی میں نیکی سے پیچھے ہٹنے لگیں تو مومنین سے مشورے کریں۔ پھر تم دین سے جڑے رہوگے۔ مثال اگر آپ کا مسجد یا قرآن کلاس جانے کا دِل نہ کرے تو دین والے سے مشورے کریں۔ وہ آپ سے کہہ دینگے کہ میں آپ کو ساتھ لے جایا کرونگا۔ میں آپ کو یاد کروادیا کرونگا۔ یا قرآن کلاس کی ساتھی آپ سے کہے گی کہ آپ میرے ساتھ چلیں۔ ہم اکھٹی جایا کرینگی۔ جو خود دین سے جُڑا ہوگا وہ آپ کو بھی جوڑدے گا۔

یہ ترتیب یادرکھیں۔ پہلا مشورہ اللہ سے، پھر رسولؐ اللہ کا عمل اور پھر مومنین۔

کونسے مومنین لوگ؟ جو"۔۔جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور (خدا کے آگے) جھکتے ہیں"

جن کا اندر اللہ کے آگے جھکا ہوُا ہے۔

جو کوئی اللہ اور رسولؐ سے اور ایمان والوں سے دوستی رکھے گا اُس کو کتنی عزت ملے گی۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٥٦﴾

اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر اور مومنوں سے دوستی کرے گا تو (وہ خدا کی جماعت میں داخل ہوگا اور) خدا کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے ﴿٥٦﴾

بات وہاں سے شروع ہوئی تھی کہ یہود و نصاریٰ سے دوستی نہ کرو۔ ہمیں صرف ایسے لوگوں سے دوستی کرنی ہے جو ایمان والے ہوں۔ جو اللہ اور رسولؐ سے جڑے ہوئے ہوں۔ اُس کو اللہ اپنی جماعت میں شامل کرلے گا۔

بہت ساری مشکلات غلط قسم کے لوگوں سے دوستی کی وجہ سے آتی ہیں۔

يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا دِيۡنَكُمۡ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَالۡـكُفَّارَ اَوۡلِيَآءَ‌ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۵۷﴾

اے ایمان والوں! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتابیں دی گئی تھیں ان کو اور کافروں کو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے دوست نہ بناؤ اور مومن ہو تو خدا سے ڈرتے رہو ﴿۵۷﴾

ایسے لوگوں سے دوستیاں نہ کرو جو تمہارے دین کو مذاق بنائیں۔ اگر تم مومن ہو تو صرف ایمان والوں کے ساتھ اُٹھو بیٹھو۔

وَ اِذَا نَادَيۡتُمۡ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوۡهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا‌ ؕ ذٰ لِكَ بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۵۸﴾ اور جب تم لوگ نماز کے لیے اذان دیتے ہو تو یہ اسے بھی ہنسی اور کھیل بناتے ہیں یہ اس لیے کہ سمجھ نہیں رکھتے ﴿۵۸﴾

اِس آیت کے پیچھے ایک واقعہ ہے؛

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ جب شام کے سفر کو جانے لگے تو ابو مخذورہ رضی اللہ عنہ سے جن کی گود میں انہوں نے ایام یتیمی بسر کیئے تھے، کہا آپ رضی اللہ عنہ کی اذان کے بارے میں مجھ سے وہاں کے لوگ ضرور سوال کریں گے تو آپ رضی اللہ عنہ اپنے واقعات تو مجھے بتادیجئیے۔ فرمایا! ہاں سنو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے واپس آرہے تھے، راستے میں ہم لوگ ایک جگہ رکے، تو نماز کے وقت نبی کریمؐ کے مؤذن نے اذان کہی، ہم نے اس کا مذاق اڑانا شروع کیا، کہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں بھی آوازیں پڑ گئیں۔ سپاہی آیا اور ہمیں آپؐ کے پاس لے گیا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تم سب میں زیادہ اونچی آواز کس کی تھی؟ سب نے میری طرف اشارہ کیا تو آپؐ نے اور سب کو چھوڑ دیا اور مجھے روک لیا اور فرمایا: اٹھو اذان کہو۔ واللہ اس وقت نبی کریمؐ کی ذات سے اور آپؐ کی فرماں برداری سے زیادہ بُری چیز میرے نزدیک کوئی نہ تھی لیکن بے بس تھا، کھڑا ہو گیا، اب خود آپؐ نے مجھے اذان سکھائی اور جو سکھاتے رہے، میں کہتا رہا، پھر اذان پوری بیان کی، جب میں اذان سے فارغ ہوا تو آپؐ نے مجھے ایک تھیلی دے، جس میں چاندی تھی، پھر اپنا دست مبارک میرے سر پر رکھا اور پیٹھ تک لائے، پھر فرمایا: اللہ تجھ میں اور تجھ پر اپنی برکت نازل کرے۔ اب تو اللہ کی قسم میرے دل سے رسولؐ کی عداوت بالکل جاتی رہی، ایسی محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل میں پیدا ہو گئی، میں نے آرزو کی کہ مکے کا مؤذن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو بنا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ درخواست منظور فرمالی اور میں مکے میں چلا گیا اور وہاں کے گورنر عتاب بن اسید سے مل کر اذان پر مامور ہو گیا۔ (صحیح مسلم:389)

مدینہ میں ایک عیسائی تھا وہ جب بھی اَذان کی آواز سُنتا تو کہتا "جھوٹا جل کر راکھ ہوُا" وہ حسد اور بغض کی وجہ سے "اشہدُ ان محمد رسول اللہ" کے کلمے پر یہ بات کہتا۔ ایک رات وہ اپنے گھر میں سو رہا تھا تو جل کر سب کچھ ختم ہو گیا اور وہ راکھ ہو گیا۔ اور اُس کی اپنی بات سچ ہو گئی۔

دو مختلف واقعات، ایک کا انجام اچھا ایک کا بُرا۔

اللہ نے ہمیں لوگوں سے ڈیل کرنا سکھا دیا۔ یعنی لوگوں کی نیّت بھی دیکھیں۔ اگر ہم لوگوں سے اچھی طرح پیار محبت سے بات کرینگے تو وہ دین کی طرف آجائے گا۔

جو اللہ اور اللہ کے دین کا مذاق اُڑائے گا۔ دُنیا اُس کا انجام دیکھ لے گی۔

ہم خود دین کا مذاق نہ اُڑائیں۔ دِل کے کھوٹے نہ بنیں۔ ایمان کی محبت سے ہی اَذان کی آواز میٹھی لگتی ہے۔ شیطان کو اَذان کی آواز بہت بُری لگتی ہے وہ وہاں سے دُور چلا جاتا ہے۔ پھر اذان کے بعد بہکانے آجاتا ہے۔ پھر جب اقامت کہتے ہیں۔ تو پھر دُور ہٹ جاتا ہے۔ پھر کچھ نہ کچھ یاد کروانے آجاتا ہے۔ جب نماز شروع ہوتی ہے تو پھر نماز کے دوران بہکاتا رہتا ہے وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔

آپ شیطان کی کمٹمنٹ دیکھیں۔ کہ ایک جگہ سے نااُمید نہیں ہوتا۔ بار بار بہکانے آجاتا ہے۔

یہود و نصاریٰ اللہ کے رسولؐ کے نبی ہونے پر راضی نہیں ہیں۔ وہ اللہ کو تو مانتے ہیں۔ انہیں اللہ کے نبیؐ سے حسد ہے۔ وہ مسلمانوں کو اپنے بغض کی وجہ سے پسند نہیں کرتے۔ آپ جب بھی دوسروں کے پراپیگنڈے سُنیں۔ تو بچوں کو ٹھنڈے رکھیں۔ بچوں کو فساد اور جھگڑے سے بچائیں۔ بس اپنے دِل میں یہ سوچ لیں کہ یہ جاہل ہیں۔ اِن کے پاس دین کا علم نہیں ہے۔

اپنی ساری توانائی اللہ کے دین کو پھیلانے میں لگائیں۔ ہر طرح کے دینی اور دُنیاوی علم حاصل کریں۔ اور مسلمان اُمت کو آگے لے کر چلیں۔

قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡـكِتٰبِ هَلۡ تَنۡقِمُوۡنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنۡ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلُ ۙ وَاَنَّ اَكۡثَرَكُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۵۹﴾ کہو کہ اے اہل کتاب! تم ہم میں برائی ہی کیا دیکھتے ہو سوا اس کے کہ ہم خدا پر اور جو (کتاب) ہم پر نازل ہوئی اس پر اور جو (کتابیں) پہلے نازل ہوئیں ان پر ایمان لائے ہیں اور تم میں اکثر نافرمان ہیں ﴿۵۹﴾

اہلِ کتاب کو مخاطب کیا گیا۔ یہ قرآن پاک کا انداز ہے کہ سب سے باری باری مخاطب ہے۔ کبھی نصیحت کے انداز سے اور کبھی دوسروں کی بات سُنا کر تاکہ عبرت حاصل کریں۔

اہلِ کتاب صرف اس لئے مخالفت کرتے ہیں کیونکہ ہم اللہ اور رسولؐ کے فرمانبردار ہیں۔

تَنۡقِمُوۡنَ : ن ق م: یعنی ناپسندیدہ کرنے۔ مکروہ یا معیوب سمجھنے کو۔ اسی سے لفظ انتقام ہے۔

یعنی تم ہمیں ناپسند کرتے ہو۔ ہاں اب سمجھ آگئی۔ تمھیں یہ بات پسند نہیں کہ ہم اللہ اور رسولؐ کو مانتے ہیں۔ کیونکہ ہم پہلی کتابوں اور انبیاء پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ بین الاقوامی طور پر بھی دیکھ لیں۔ میڈیا پر دیکھ لیں۔ آج ہر طرف دیکھ لیں تو سب سے ناپسندیدہ مسلمانوں کو سمجھا جاتا ہے۔

اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ کی فرمانبرداری میں دے دیں۔ اپنا ایمان پکّا رکھیں۔

اکثر لوگ نافرمان ہیں۔ یعنی سب بُرے نہیں ہیں۔

پھر آگے خوبصورت طریقے سے ایک واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ سوالیہ انداز؛

قُلۡ هَلۡ اُنَبِّئُكُمۡ بِشَرٍّ مِّنۡ ذٰ لِكَ مَثُوۡبَةً عِنۡدَ اللّٰهِ‌ؕ مَنۡ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيۡهِ وَجَعَلَ مِنۡهُمُ الۡقِرَدَةَ وَالۡخَنَازِيۡرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوۡتَ‌ؕ اُولٰٓـئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنۡ سَوَآءِ السَّبِيۡلِ ﴿۶۰﴾

کہو کہ میں تمھیں بتاؤں کہ خدا کے ہاں اس سے بھی بدتر جزا پانے والے کون ہیں؟ وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی اور جن پر وہ غضبناک ہوا اور (جن کو) ان میں سے بندر اور سور بنا دیا اور جنہوں نے شیطان کی پرستش کی ایسے لوگوں کا برا ٹھکانہ ہے اور وہ سیدھے رستے سے بہت دور ہیں ﴿۶۰﴾

1. وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی
2. اور جن پر وہ غضبناک ہوا
3. اور (جن کو) ان میں سے بندر اور سور بنا دیا
4. اور جنہوں نے شیطان کی پرستش کی

پھر ایسے لوگوں کی سزا کیا ہے؟

ایسے لوگوں کا برا ٹھکانہ ہے اور وہ سیدھے رستے سے بہت دور ہیں۔

یہ درجے کے اعتبار سے بہت بُرے ہیں۔ یہاں یہود کو بے نقاب کیا گیا ہے تا کہ دوسرے لوگ اُن سے متاثر نہ ہوں۔اُن کے رعب میں نہ آئیں۔

اور یہ کہ تم میں سے اکثر صراط مستقیم سے الگ اور خارج ہو چکے ہیں، تم جو ہماری نسبت گمان رکھتے ہو آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ کے ہاں سے بدلہ پانے میں کون بدتر ہے؟ اور وہ تم ہو کہ کیونکہ یہ خصلتیں تم میں ہی پائی جاتی ہیں۔یعنی جسے اللہ نے لعنت کی ہو، اپنی رحمت سے دور پھینک دیا ہو، اس پر غضبناک ہوا ہو، ایسا جس کے بعد رضامند نہیں ہو گا اور جن میں سے بعض کی صورتیں بگاڑ دی ہوں، بندر اور سور بنادیئے ہوں۔ اس کا پورا بیان سورۃ البقرہ میں گزر چکا ہے۔

یہود کے کچھ بڑے لوگ اللہ کے رسولؐ کے پاس آئے۔ اور پوچھنے لگے کہ آپ ﷺ کن رسولوں کو مانتے ہیں۔ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا؛ اور ایک آیت پڑھی جس میں انبیاء کرامؑ کے نام ہیں۔ جو نہی آپؐ

نے عیسیٰؑ کا نام پڑھا۔ تو یہود بولے۔ "واللہ ہم تمہارے دین سے زیادہ بُرا دین کسی اور کو نہیں سمجھتے"۔ یہود عیسیٰؑ سے بھی بغض رکھتے تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی۔ کہ تم دوسروں پر تنقید کرتے ہو۔ خود تمہارے ساتھ کیا کچھ ہو چکا ہے۔

اللہ کا نافرمان اللہ کی رحمت سے دُور ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کی لعنت کا شکار ہو جاتا ہے۔ وہ جنّت سے دُور ہو جاتا ہے۔

اللہ کا غضب کیسے ظاہر ہوتا ہے؟

جب کوئی بندہ اپنی عملی زندگی میں اللہ اور اُس کے دین کے تقاضوں سے دُور ہو تو وہ بندہ خود جان لے کہ میں اللہ کی نافرمانی کر رہا ہوں اس لئے اس مشکل اور پریشانی کا شکار ہُوا ہوں۔

(ہمیں کبھی یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ فلاں قوم، ملک یا انسان پر اللہ کا عذاب آیا ہے۔ صرف اللہ کے نبیؐ یہ کہہ سکتے ہیں۔) ہر وقت دوسروں کے متعلق بحث نہ کریں۔ یہ ٹھیک ہے کہ پہلی قوموں پر عذاب آیا لیکن اُس کا اظہار قرآن اور اللہ کے نبیؐ نے کیا۔

ہم خود اپنا محاسبہ کریں۔ خود کا جائزہ لیں۔ ملکی سطح پر، یا انفرادی سطح پر۔ کیونکہ پھر اگر کوئی مشکل یا پریشانی آتی ہے تو اللہ نے آزمائش کے ذریعے درجات بلند کرنے ہوتے ہیں۔

یہود کی تاریخ تو بہت پُرانی ہے۔ ان پر اللہ کی اور انبیاء کرامؑ کی نافرمانیوں کی وجہ سے بہت سارے عذاب آ چکے ہیں۔

تاریخ سے پتا چلتا ہے۔ اسی نافرمانی کی وجہ سے یہود کو بندر بنا دیا گیا اور نصاریٰ کو خنزیر بنا دیا گیا۔

بندروں کی دو اقسام ہیں۔

Marmoset monkeys: ان کے اندر ممتا نہیں ہوتی۔ یہ بندریا ماں اپنے بچے سے پیار نہیں کرتی۔

Baboon monkeys: ان کے اندر باپ کا پتا ہی نہیں ہوتا۔ تو یہ بندر باپ کی محبت نہیں پاتے۔

خنازیر لفظ گندگی کی علامت ہے۔

Xenotransplantation : آج کل ایک تحقیق ہو رہی ہے۔ جس میں خنزیر کے جسم کے اعضاء نکال کر انسانوں میں لگائے جاتے ہیں۔ سؤر کا جسم اندرونی طور پر انسان سے کافی ملتا جلتا ہے۔ مثال جگر اور گُردے وغیرہ۔

آپ خود سوچ لیں کہ جس انسان کے اندر سؤر کا دِل یا خون جائے گا تو اُس کے اُوپر کیا اَثر ہو گا؟ بہت خطرناک بات ہے۔

سؤر کے جسم کے اندر کچھ بیماریاں چھپی ہیں۔ لیکن جیسے ہی وہ اعضاء انسان کے جسم کے اندر آتے ہیں تو وہ بیماریاں سر اُٹھا لیتی ہیں۔

"۔۔ اور وہ سیدھے رستے سے بہت دور ہیں۔"

اَب آپ اپنے اِردگرد دیکھیں۔ آج کی مادر پدر آزاد تہذیب دیکھ لیں۔ والدین بچوں سے غافل، بچے والدین کے نافرمان۔ آج کے دَور میں انسانوں کو دیکھ لیں۔یعنی اگر ظاہری طور پر شکلیں نہ بھی بدلیں تو علامتیں کیسی ہیں؟

یہاں دیکھیں بہت خوبصورت دعوت کا انداز ہے۔" قُلۡ هَلۡ أُنَبِّئُكُم " کیا میں تمہیں خبر کر دوں؟

یعنی لوگوں کو ایسے کہنا کہ لوگو شراب چھوڑ دو۔لوگو تم سود خور ہو۔ یہ مسنون عمل نہیں ہے۔ براہ راست تنقید سے بچیں۔پیار اور خیر خواہی سے بات کریں۔ پہلی دفعہ بچہ شرم محسوس کرے گا پھر سُننا چھوڑ دے گا۔ تنقیدی انداز سے بچیں۔

جب انسان کے اندر نیکیوں کی حرص ختم ہو جاتی ہے۔ تو وہ فاسق ہو جاتا ہے۔ اور سیدھے راستے سے بھٹک جاتا ہے۔ فطرت نے ہمارے اندر بہت پیارا سسٹم رکھا ہے۔ ہمارے اندر سے غلط کام پر ملامت ہوتی ہے۔ نیک کام کرنے پر خوشی محسوس ہوتی ہے۔

جب کوئی انسان نیکی اور بدی کی تمیز ختم کر دیتا ہے تو وہ اُسے فسق سے کفر کی طرف لے جاتی ہے۔ اللہ کی نافرمانی انسان سے برائی کروا دیتی ہے۔ سب سے پہلے انسان کے اندر سے حیا ختم ہو جاتی ہے۔ پھر ایمان کم ہونے لگتا ہے۔ پھر انسان اللہ کی اطاعت سے بھاگ کر نافرمانی کرنے لگتا ہے۔ کل اہلِ کتاب کا یہ معاملہ تھا آج مسلمان بھی اسی دوڑ میں شامل ہیں۔ ہزاروں کی ٹکٹ خرید کر گناہ کرنے جائیں گے لیکن دین مُفت بھی ملتا ہے تو نہیں لیتے۔

ہمارے اندر ایک خوبصورت چیز ایمان ہے۔ یہ ایمان ہمارے اندر نیکی کی حِسّ کو زندہ رکھتا ہے۔

ہمارا ایمان ہم سے عمل کا تقاضہ کرتا ہے۔ قربانی کا تقاضہ کرتا ہے۔ جذبات کو کنٹرول میں رکھنا ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو اللہ کے احکام کے آگے تابع کرنا ہی کامیابی ہے۔